امام شافعی (رحمہ اللہ) کا منہج اصول فقہ

محمد اعجاز*
محمد عبداللہ **

صحابہ کرام کا منہج اصول فقہ:

صحابہ کرام وہ امت محمدیہ کی وہ جماعت ہے کہ جس کے ذریعے دین اسلام کی اشاعت ہوئی، دین کے تمام مسائل میں ان حضرات کا مرجع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے، جن مسائل کا حل براہ راست قرآن وسنت سے واضح طور پر معلوم نہ ہوسکتا تو اس کے حل کے لیے اجتہاد کا راستہ اختیار کیا جاتا تھا، صحابہ کرام کے اس اجتہادی پہلو کی باقاعدہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرنگرانی تربیت کی جاتی، قرآن وسنت سے مستنبط اصولوں کی روشنی میں ممتاز صحابہ کرام اجتہاد کا فریضہ انجام دیتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے، صحابہ کرام کا منہج استنباط احکام قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی تھا، یہ وہ جماعت تھی کہ جس کی تربیت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوئی تھی، صحابہ کرام صرف قرآن کے الفاظ ہی نہیں بلکہ فقہ القرآن حاصل کرتے تھے جس سے ان میں تفقہ کا ملکہ پیدا ہوتا تھا، اور وہ علم وعمل دونوں ساتھ ساتھ سیکھتے تھے جیسا کہ علامہ زاہد الکوثری مقالات میں لکھتے ہیں کہ:

> ”وکان الصحابة والتابعون يتعلمون فقه القرآن عند تعلمهم آيات القرآن، وقد اخرج الحافظ ابوبكر جعفر بن محمد الفريابي في كتابه ”فضائل القرآن“ وقال: حدثنا محمدبن عبيد بن حساب ... . عن ابي عبدالرحمن السلمي قال: انما اخذنا بالقرآن عن قوم اخبرونا انهم كانوا اذا تعلموا عشر آيات لم يجاوزوهن الى العشر الآخر حتى يعلموا مافيهن من العمل. قال: فتعلمنا العلم والعمل جميعاوانه سيرث القرآن بعدنا قوم يشربونه شرب الماء لايجاوزهذا واشاربيده الى الحنكة.“ (۱)

> ”صحابہ اور تابعین قرآنی آیات کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران فقہ القرآن سیکھتے تھے، حافظ ابوبکر جعفر بن محمد فریابی نے اپنی کتاب فضائل قرآن میں یہ روایت تخریج کی ہے: ہمیں محمد بن عبید بن حساب نے حدیث بیان کی ۔۔۔ ابوعبدالرحمٰن السلمی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ ہم نے ایسی قوم سے قرآن سیکھا، کہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ دس آیات سیکھ لیتے تھے تو اگلی دس آیات کی طرف نہ جاتے تھے جب تک کہ ان (سیکھی ہوئی دس) آیات میں عمل کو نہ جان (سیکھ) لیتے، اور راوی کہتے ہیں کہ: ہم نے علم اور عمل اکٹھے سیکھا، اور ہمارے بعد عنقریب ایسی قوم آئے گی کہ وہ قرآن کو پانی کی طرف پی جائے گی، اور وہ اس سے

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، لاہور کیمپس، پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تجاوز نہیں کر سکے گا، اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔"

صحابہ کرام تکلفات سے دور تھے، اور ان کے علم میں گہرائی تھی جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت منقول ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات،فان الحی لا تومن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیه وسلم،کانوا افضل هذه الامة ، أبرها قلوبا،وأعمقها علما،وأقلها تکلفا، اختارهم اللہ لصحبة نبیه،ولاقامة دینه،فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی آثارهم، وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم ،فأنهم کانوا علی الهدی المستقیم،رواه رزین..(۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی کی سیرت اپنانا چاہے تو وہ ان لوگوں کی سیرت اپنائے جو وفات پا چکے ہیں (کیونکہ) جو زندہ ہیں وہ فتنہ سے محفوظ نہیں، اور وہ (جن کی سیرت قابل تقلید ہے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں، پس بے شک وہ لوگ اس امت کے سب سے زیادہ فضیلت والے لوگ ہیں، اور اس امت کے سب سے زیادہ نیک قلوب والے، اور سب سے زیادہ گہرے علم والے، اور سب سے کم تکلف کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت اور دین قائم کرنے کے لیے ان کا انتخاب کیا، ان کی فضیلت کو پہچانو، اور ان کے نقش قدم پر چلو، اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کے اخلاق اور سیرت کو مضبوطی سے تھام لو، بے شک وہ حضرات صراط مستقیم پر تھے۔

صحابہ کرام علم میں سب سے فائق تھے، وہ فقہاء تھے، ہر لحاظ سے ان کو فوقیت حاصل ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام ابن قیم رقمطراز ہیں:

قال الشافعی فی الرسالة القدیمة:بعدان ذکرهم وذکر من تعظیمهم وفضلهم:"وهم فوقنافی کل علم واجتهاد وورع وعقل وامراستدرک به علیهم وآراء هم لنا احمد واولی(بنا)من راینا.(۳)

امام شافعی نے رسالہ قدیمہ میں صحابہ کرام کی عظمت اور فضیلت کا ذکر کرنے کے بعد کہا: وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) ہم سے علم، اجتہاد، تقویٰ، عقل اور ہر ایسا معاملہ کہ جس میں ان سے کوئی لغزش ہوئی، وہ ہم سے افضل ہیں، اور ان کی آراء ہمارے لیے قابل تعریف ہیں، اور ہماری آراء سے زیادہ بہتر ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور تک صحابہ کے طریقہ تفقیہ کو ہی معیار سمجھا جاتا تھا، اور اسی پر اعتماد کیا جاتا رہا، گویا کہ احکام و مسائل کے اخذ و استنباط کا منہج فقہی رہا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اصول فقہ کے مناہج:

اصول فقہ کے مناہج میں دو بڑے مناہج سامنے آتے ہیں، ان میں ایک منہج وہ ہے جو فقہاء نے اختیار کیا، جو کو طریقۃ الفقہاء کہا جاتا ہے، اس کو طریقۃ الاحناف بھی کہا جاتا ہے، اور دوسرا منہج وہ ہے جو متکلمین نے اختیار کیا، اس کو طریقۃ المتکلمین کہا جاتا ہے، اس کو طریقۃ الشافعیۃ بھی کہا جاتا ہے، چونکہ اس کو سب سے پہلے شافعیہ نے اپنایا اور وہ بنیادی طور پر متکلمین تھے اس لیے یہ طریقۃ بھی انہیں کی طرف منسوب ہوا۔

منہج فقہاء اور منہج متکلمین کی بنیادی افادیت

اصول فقہ کے دونوں مناہج کی افادیت اپنے اپنے مقام پر مسلم ہے، منہج فقہاء کی سب سے اہم افادیت استنباط احکام ہے، عملی احکام کو استنباط کا فائدہ خاص طور پر منہج فقہاء سے حاصل ہوتا ہے۔

متکلمین کے منہج کی افادیت جیسا کہ متکلمین کے منہج واسلوب سے ظاہر ہوتی ہے، اور متکلمین کے بنیادی کام سے سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ جس طرح متکلمین نے عقائد کے باب میں علم الکلام کو مدلل کیا، جو کہ اس لحاظ سے افضل العلم ہے، جس سے عقائد مضبوط اور مدلل ہوتے ہیں، اور متکلمین نے ان عقائد اسلامیہ کو دلائل سے مدلل کیا، اسی طرح متکلمین نے جب اصول فقہ کی تالیفات کیں تو ان میں بھی اسی منہج کے مطابق جس طرح احکام اعتقادیہ کو عقلی طور پر ثابت کیا تھا اسی طرح احکام شرعیہ عملیہ کو عقل ونقل کے عین مطابق ثابت کیا۔

اگر چہ دونوں مناہج کی اپنی اپنی جگہ افادیت اور اہمیت ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے منہج اصول فقہ کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقہاء احناف سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ ذیل کی سطور میں اسی حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

فقہاء (امام ابوحنیفہ) کا منہج اصول فقہ

فقہی مکاتب فکر کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مکاتب فکر زیادہ معروف ہوئے، ان میں ایک حجازی اور دوسرا عراقی مکتبہ فکر تھا، حجازی کی امام مالک رحمہ اللہ اور عراقی کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے باقاعدہ تدوین کا آغاز ہوتا ہے، البتہ ان میں امام ابوحنیفہ کے طریقہ تفقیہ میں کچھ امتیازی خصوصیات ہیں، جس کی بنا پر یہ زیادہ مقبول ہوا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ چونکہ فقیہ ہیں آپ کے فقہی اسلوب کو ایک خاص امتیازی شان حاصل ہے، آپ کا مسائل فقہیہ میں بحث ومباحثہ کا اسلوب اور طریقہ کار کا یوں ذکر کیا گیا ہے، جس سے فقہاء کے طریقہ بحث کا ایک خاکہ سامنے آجاتا ہے، جیسا کہ علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

وکان اجلی ممیزات مذهب ابی حنيفة انه مذهب شوری، تلقته جماعة عن جماعة الی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين بخلاف سائر المذاهب فانها مجموعة آراء لائمتها.(۴)

امام ابوحنیفہ کے مذہب کے واضح امتیازات میں یہ ہے کہ یہ شورائی مذہب ہے، یہ صحابہ کرام تک ایک جماعت نے دوسری جماعت سے حاصل کیا، بخلاف دوسرے مذہب کے کہ وہ ان مذاہب کے ائمہ ہی کی آراء کا مجموعہ ہیں۔

علامہ کوثری الموفق المکی کی مناقب ابی حنیفہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

وضع ابوحنيفة مذهبه شورى بينهم، لم يستبد فيه بنفسه دونهم، اجتهادامنه في الدين، ومبالغة في النصيحة لله، ورسوله، والمؤمنين، فكان يلقى المسائل مسالة مسالة، ويسمع ماعندهم ويقول ماعنده، ويناظرشهرا، او اكثر، حتى يستقراحدالاقوال فيها، ثم يثبتها ابويوسف في الاصول، حتى اثبت الاصول كلها، وهذايكون اولى واصوب، والى الحق اقرب، والقلوب اليه اسكن وبه اطيب من مذهب من انفرد، فوضع مذهبه بنفسه ويرجع فيه الى رايه.(۵)

امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب ایسی باہمی مشاورت پر وضع کیا کہ اس میں دوسروں کے (مشورہ کے) بغیر اپنی رائے ان پر مسلط نہیں کی، دین کے معاملہ میں ان کی طرف سے اس کی بھرپور کوشش رہی، یہ انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ خیرخواہی کے مقصد کے تحت کیا، پس (ان کی مجلس میں) مسائل میں سے ایک ایک مسئلہ پیش کیا جاتا، اور جو افراد آپ کے پاس موجود ہوتے ان کی (اس مسئلہ سے متعلق آراء) سنتے، اور اپنی رائے ان حضرات کو بتاتے، اور یہ بحث ومباحثہ ایک ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ جاری رہتا، یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک قول پر استقرار ہوجاتا، پھر امام ابو یوسف اس قول کو اصول (کی کتاب) میں ثبت کرلیتے، یہاں تک کہ تمام اصول منضبط ہوگئے، مسلک ابوحنیفہ (اسی لیے) قابل ترجیح، اور زیادہ درست ہے، اور حق کے زیادہ قریب ہے، اور قلوب اس کی طرف زیادہ راحت اور فرحت محسوس کرتے ہیں، اس مذہب کی نسبت جس کو اس کے (واضعین اور بانیین) نے انفرادی طور پر وضع کیا ہے، اور اس مذہب کا مرجع (بظاہر) اس کے بانیوں کی آراء ہیں۔

یہ وہ اسلوب ہے کہ جو فقہاء اختیار کرتے ہیں، اسی طرح فقہاء کرام عموماً اپنی تالیفات میں طریقہ کار اختیار کرتے ہیں.

نیز فقہاء کرام جب کوئی اصول یا قاعدہ بناتے ہیں تو ان کے پیش نظر کسی قاعدہ واصول کے متعین کرتے وقت بہت سی نصوص ہوتی ہیں، جن کی روشنی میں وہ اصول متعین ہوتا ہے ایسا نہیں ہے کہ محض عقل کی بنیاد پر کوئی اصول متعین کرلیا جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

امام شافعی کا منہج اصول فقہ:

امام شافعی رحمہ اللہ بنیادی طور پر فقیہہ ہیں، آپ کا یہ ذوق آپ کی تالیفات (الرسالہ وغیرہ) میں بھی جھلکتا ہے، باوجود اس کے کہ آپ بہت بڑے متکلم (علم الکلام کے ماہر) بھی تھے اور آپ نے علم الکلام میں تالیفات بھی فرمائیں لیکن آپ کو طبعی طور پر علم الکلام کی بجائے علم الفقہ سے لگاؤ تھا جیسا کہ ذیل کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے:

سیر اعلام النبلاء میں علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی ذکر کرتے ہیں کہ جن میں امام شافعی رحمہ اللہ کے فقہی ذوق کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

۱۔ وروی عبداللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ قال: کان الشافعی اذا ثبت عندہ الخبر قلدہ، وخیر خصلة کانت فیہ لم یکن یشتھی الکلام، انما ھمتہ الفقہ۔ (۶)

عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے والد (احمد بن حنبل) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ انہوں نے کہا کہ امام شافعی کے نزدیک جب حدیث ثابت ہوجاتی تو آپ اس کی تقلید کرتے، اور ان میں یہ بہترین عادت تھی کہ علم الکلام میں رغبت نہ تھی، آپ کا قصد وارادہ فقہ کا ہوتا تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب وسنت کو ترجیح دیتے ہیں، ذیل میں ان میں سے چند روایات ذکر کی گئی ہیں:

۱۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل: سمعت ابی یقول: قال الشافعی: انتم اعلم بالاخبار الصحاح منا، فاذا کان خبر صحیح فاعلمنی حتی اذھب الیہ کوفیا کان اوبصریا او شامیا۔ (۷)

عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سناوہ کہتے تھے کہ امام شافعی نے کہا: کہ تم صحیح احادیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو، جوکوئی حدیث صحیح ہوتو مجھے بتادیا کرو، تاکہ میں اس کو اختیار کرلوں، خواہ وہ روایت کوفی ہو یا بصری ہو یا شامی ہو۔

۲۔ قال حرملة: قال الشافعی: کل ماقلتہ فکان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف قولی مما صح فھواولی ولاتقلدونی۔ (۸) حرملہ کہتے ہیں کہ امام شافعی نے کہا: ہر وہ بات جو میں نے کہی ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح قول میری بات کے خلاف ہو، تو وہی راجح ہوگا، اور (اس صورت میں) تم میری تقلید نہ کرو۔

۳۔ الربیع: سمعت الشافعی یقول: اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقولوابھا ودعواماقلتہ۔ (۹) ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے سناوہ کہتے تھے: جب تم میری کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف دیکھو، تو رسول اللہ کے قول ہی کو اختیار کرو، اور جو میں نے کہا وہ چھوڑ دو۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

امام شافعی نے خود بھی قرآن وسنت پر عمل کو اپنایا اور اپنے متبعین کو بھی اسی کی ترغیب دی جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں عبدالملک المیمونی روایت کرتے ہیں:

۱. عبدالملک بن عبدالحمیدبن میمون بن مهران ؛قال:قال لی احمدبن حنبل :مالک لاتنظر فی کتب الشافعی؟فما من احدوضع الکتب منذظهرت اتبع للسنة من الشافعی.(۱۰)

عبدالملک بن عبدالحمید بن میمون بن مہران سے مروی ہے کہ مجھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو امام شافعی کی کتب کیوں نہیں دیکھتا؟ پس کوئی شخص کہ جس نے کتاب تالیف کی وہ امام شافعی سے زیادہ سنت کا اتباع کرنے والا نہیں۔

۲. عبدالملک المیمونی قال:قال لی احمد بن حنبل لَمْ اَنْظُرُ فی کتاب احد ممن وضع کتب الفقه غیر الشافعی،وانه قال لی:لَمَ لاتنظرفیها؟وذکر لی کتاب.(۱۱)

عبدالملک میمونی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے مجھ سے کہا: کہ جن حضرات نے کتب فقہ لکھی ہیں ان میں سے میں امام شافعی کے سوا کسی کی کتاب نہیں دیکھتا، اور آپ نے مجھ سے کہا: تم ان کتب کو کیوں نہیں دیکھتے؟ اور کتاب (الرسالہ) کا مجھ سے ذکر کیا۔

۳. اسحاق بن راهویه یقول:کتبت الی احمد بن حنبل وسالته ان یوجه الی من کتب الشافعی مایدخل حاجتی،فوجه الی بکتاب (الرسالة).(۱۲)

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو خط لکھا، اور ان سے پوچھا کہ امام شافعی کی کتب میری طرف بھیج دیجئے جو کہ میری حاجت پوری کر دیں، تو آپ نے میری طرف کتاب (الرسالہ) بھیجی۔

اسی طرح امام شافعی کا طریق استدلال فقہاء کے طریق استدلال کی طرح اولاً کتاب وسنت ہی ہوتا ہے، جیسا کہ الرسالہ میں بھی ذکر کرتے ہیں:

فان من ادرک علم احکام الله فی کتابه نصاواستدلالاووفقه الله للقول والعمل بما علم منه: فاز بالفضیلة فی دینه ودنیاه وانتفت عنه الریب ونورت فی قلبه الحکمة واستوجب فی الدین موضع الامامة. (۱۳)

یعنی پس بے شک جو شخص اللہ کی کتاب سے اس کے احکام کا علم نص اور استدلال سے حاصل کرتا ہے، اور جس کو اللہ قول اور فعل میں توفیق دے اس کے مطابق جو اس شخص کو علم حاصل ہوا، تو وہ شخص اپنے دین اور دنیا میں فضیلت کے ساتھ کامیاب ہوگیا، اور اس سے شک منتفی ہوگیا، اور حکمت (دانائی) اس کے دل میں روشن ہوگئی، اور دین میں وہ شخص امامت کا حقدار ہوگیا۔

اس قسم کی بہت سی نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام شافعی کے نزدیک کتاب وسنت ہی مصدر ہدایت ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور اس سے انحراف موجب گمراہی اور ضلالت ہے۔

جس طرح فقہاء اپنی تالیفات میں اصول اربعہ کو استنباط احکام کی بنیاد بناتے ہیں اسی طرح امام شافعی بھی کلامی اسلوب سے ہٹ کر فقہاء کے طرز پر اصول اربعہ کو اولین ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ الرسالہ میں کئی مقامات پر ذکر کرتے ہیں جن میں سے ایک مقام ذیل میں دیا گیا ہے، ادلہ شرعیہ اربعہ سے استدلال کے حوالے سے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

ليس لاحد ابدا ان يقول في شيء حل ولا حرم الا من جهة العلم ،وجهة العلم الخبر في الكتاب او السنة او الاجماع او القياس ۔(۱۴) یعنی کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں جہت علم کے علاوہ کوئی بات کہے، اور وہ جہت علم کتاب اللہ سے خبر ہو، یا سنت سے یا اجماع سے یا قیاس سے دی گئی خبر ہو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ استنباط احکام میں امام شافعی رحمہ اللہ کتاب وسنت کو ترجیح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام شافعی الرسالہ میں قرآن وسنت کی بہت سی نصوص کو لے کر آتے ہیں پھر ان سے استنباط احکام کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ احکام کے دلائل میں جن امور کو مدنظر رکھتے ہیں ان کا خلاصہ یوں ذکر کیا ہے:

العلم طبقات شتى،الاولى:الكتاب والسنة،اذا ثبتت ،ثم الثانية:الاجماع فيما ليس فيه كتاب ولا سنة، والثالثة:ان يقول بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قولا ولا نعلم له مخالفا منهم، والرابعة: اختلاف اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك، والخامسة:القياس على بعض الطبقات ...ولايصار إلى شئ غير الكتاب والسنةوهما موجودان وإنمايوخذ العلم من أعلى.(۱۵)

جن کا حاصل یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک احکام کے دلائل کی ترتیب درج ذیل ہے۔

۱۔ سب سے پہلے درجہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو رکھتے ہیں جبکہ کوئی مسئلہ ان سے ثابت ہو جائے۔

۲۔ جب کتاب وسنت سے حکم ثابت نہ ہو سکے تو پھر اجماع کا درجہ ہے۔

۳۔ اس کے بعد ایسے قول صحابی کا درجہ ہے کہ اس قول کی کسی دوسرے صحابی نے مخالفت نہ کی ہو۔

۴۔ اس کے بعد اس قول صحابی کا درجہ ہے کہ جس کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف واقع ہوا ہو۔

۵۔ اس کے بعد پانچواں درجہ قیاس کا ہے۔

گویا کہ تیسرا اور چوتھا مرجع ایک ہی قول صحابی کے عنوان سے شمار سکتا ہے۔

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی ادلہ شرعیہ سے بحث کرتے ہیں جیسا کہ فقہاء کی کتب اصول میں یہی منہج اختیار کی جاتی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کا منہج اصول فقہ فقہاء کے منہج سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شافعیہ متکلمین کا امام شافعی کے منہج اصول فقہ سے امتیاز

حاتم بن عارف العونی لکھتے ہیں کہ:

ومع ان الامام الشافعی هو الذی افتتح علم الاصول کما تقدم،ومع انه هو القائل :"حکمی فی اهل الکلام ان یضربوا بالجرید ،ویحملوا علی الابل،ویطاف بهم فی العشائر والقبائل،وینادی بهم:هذاجزاء من ترک الکتاب والسنة واقبل علی الرای". الاان منهج من صنف فی اصول الفقه ، من اتباعه، مخالف لمنهجه فیه کل المخالفة،حتی اصطلح علی تسمیة ذلک المنهج للتصنیف فی اصول الفقه بطریقة المتکلمین. ولهذا الاسم:(طریقة المتکلمین) دلالته الواضحة علی اختلاف منهج الشافعی (الذام لعلم الکلام)عن منهج اتباعه ممن سبق ذکرهم وکثیرممن جاء بعدهم. بل اشتهر الشافعیة خاصة بطریقة المتکلمین فی تصانیف اصول الفقه،...حتی ربماسمیت طریقة المتکلمین هذه بطریقة الشافعیة مع انها طریقة المالکیة والحنابلة ایضا فی تالیفهم فی اصول الفقه، وما ذلک الا لان الشافعیة هم الذی شرعوا باب التصنیف فی اصول الفقه علی تلک الطریقة.(۱۶)

یعنی باوجود اس کے کہ امام شافعی جنہوں نے علم الاصول کا افتتاح کیا، جیسا کہ گزر چکا ہے، اور باوجود اس کے کہ وہ ذکر کرتے ہیں: "اہل کلام کے بارے میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں لاٹھی سے مارا جائے، اور اونٹ پر سوار کر کے چھوٹے بڑے قبیلوں میں ان کو پھرایا جائے، اور ان کے بارے یہ بتایا جائے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے کتاب وسنت ترک کیا اور رائے کی طرف متوجہ ہوا"۔ مگر آپ کے متبعین میں سے جس نے اصول فقہ میں کتابیں لکھیں ان کا منہج آپ (امام شافعی) کے منہج کے بالکل مخالف رہا۔ اس لیے اصول فقہ کی تصنیف کے اس منہج کو اصطلاحی طور پر طریقۃ المتکلمین کا نام دیا گیا، اور یہ طریقۃ المتکلمین جو کہ امام شافعی کے متبعین کا منہج ہے، اور طریقۃ المتکلمین کے اس نام کی دلالت واضح طور پر امام شافعی (جو کہ علم الکلام کی مذمت کرنے والے ہیں) کے منہج کے خلاف ہے۔

اس طرح شافعیہ اپنی اصول فقہ کی تصانیف میں طریقہ متکلمین کے اپنانے کے وجہ سے متکلمین کے نام سے مشہور ہو گئے۔۔۔حتی کہ عام طور پر طریقۃ المتکلمین کو طریقۃ الشافعیۃ کا نام دے دیا گیا باوجود اس کے کہ یہ مالکیہ اور حنابلہ کی کتب اصول فقہ کا بھی طریقہ ہے، اس کی وجہ ہے کہ چونکہ شافعیہ نے اس طریقہ پر اصول فقہ کی کتب کی تالیف کا آغاز کیا اس وجہ سے یہ طریقہ شافعیہ کی طرف اولاً منسوب ہوا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

محقق عبداللہ بن علی المز ہ نے اپنے مقالہ"منہج الامام الشافعی فی اصول الفقه"میں استاذ مصطفیٰ بن عبدالرزاق کے مقالہ"التفکیر الفلسفی فی الرسالة"پر نقد کیا ہے، کہ استاذ مصطفیٰ بن عبدالرزاق نے اپنے مقالہ میں امام شافعی کے الرسالہ کے بارے یہ بھی تبصرہ کیا ہے کہ اس میں امام شافعی نے منطقی اور فلسفیانہ اسلوب اختیار کیا ہے، اس بات پر نقد کرتے ہوئے عبداللہ بن علی المز ہ لکھتے ہیں:

لقد فسر الاستاذ مصطفی مسالک البیان الشرعیة العربیة فی رسالة الامام تفسیرا فلسفیا منطقیا، محاولا بذلک ان الرسالة هی احدی بدایات نشأة التفکیر الفلسفی فی الاسلام، ولکنه اخطأ فی تفسیره خطأ بینا.(۱۷)

استاذ مصطفیٰ نے امام شافعی کے رسالہ میں بیان شرعی کے طریقوں میں فلسفی اور منطقی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے، استاذ مصطفیٰ اس سے یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام میں فلسفیانہ فکر کی ابتدائی تالیفات میں سے یہ الرسالہ بھی ہے، لیکن انہوں (استاذ مصطفیٰ بن عبدالرزاق) نے الرسالہ کے بارے اس تشریح میں واضح طور پر غلطی کی ہے۔

ان محققین کے اقوال کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول فقہ میں منہج فقہاء کے منہج سے مناسبت رکھتا ہے۔

امام شافعی کی فقہاء کے منہج اصول فقہ سے مناسبت:

دکتور وعبدالوہاب ابوسلیمان لکھتے ہیں کہ: امام محمد بن ادریس الشافعی کو علم اصول فقہ میں مذہب متکلمین کا بانی اور اس علمی منہج کا واضع شمار کیا جاتا ہے، فقہاء شافعیہ بھی اسی نقش قدم پر چلے ہیں جیسا کہ ذیل کی عبارت میں ذکر کرتے ہیں:

یعد الامام محمد بن ادریس الشافعی رضی الله عنه مؤسس هذا المذهب فی علم اصول الفقه، وواضع منهجه العلمی، خطاخطاه فقهاء الشافعیة.(۱۸)

امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کو علم اصول فقہ میں اس مذہب کا بانی اور اس علمی منہج کا واضع شمار کیا جاتا ہے اور فقہاء شافعیہ بھی اسی نقش قدم پر چلے ہیں۔

اسی طرح محقق عبداللہ بن علی المز ہ اپنے تحقیقی مقالہ"منہج الامام الشافعی فی اصول الفقه"میں رقمطراز ہیں:

قدجنی اهل الکلام بسبب هذا الخلط جنایة عظیمة علی علم اصول الفقه عامة، وعلی منهج الشافعی خاصة، حتی ظن بعض من عری عن التحقیق ان طریقة المتکلمین فی اصول الفقه هی طریقة الشافعی وانها سارت علی نهجه فی الرسالة.(۱۹)

اہل کلام (متکلمین) نے اس خلط (اصول فقہ میں کلامی ابحاث) کے سبب اصول فقہ پر عمومی طور پر اور امام شافعی کے منہج پر خصوصی طور پر بہت بڑی جسارت کی ہے، یہاں تک کہ بہت وہ لوگ کہ جو تحقیق سے نابلد ہیں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ متکلمین کا اصول فقہ میں جو طریقہ ہے وہی طریقۃ الشافعی ہے،اور الرسالہ میں بھی وہ اسی منہج پر گامزن ہیں۔

عبداللہ علی المز ہ نے بہت سے دلائل دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ امام شافعی کا متکلمین کی کلامی منہج سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ قرآن وسنت سے ہی بنیادی طور پر اخذ واستنباط کرتے ہیں،اور الرسالہ میں آپ نے علم الکلام سے اجتناب کہا ہے جیسا کہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

المقصود ان الامام الشافعی عزل رسالته عزلاتاما عن علم الکلام الذی ابغضه وحذر منه ونهی عن مجادلة لمااشتمل علیه من المعانی الباطلة والتکلف المذموم.(۲۰)

مقصود یہ ہے کہ امام شافعی نے اپنی تالیف رسالہ کو علم الکلام سے مکمل طور پر دوررکھا ہے،کہ جس (علم الکلام) سے آپ نے بیزاری فرمائی،اور اس سے اجتناب کیا،اور اس میں جھگڑنے سے منع کیا،کیونکہ یہ مقاصد باطلہ اور تکلفات مذمومہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ بنیادی طور پر فقیہ ہیں،یہی وجہ ہے کہ آپ کی تالیفات کا اسلوب بھی فقہاء اصولیین کے اسلوب کے قریب معلوم ہوتا ہے،کیونکہ جس طرح آپ کسی بھی مسئلہ کے تحت بہت سی نصوص لاتے ہیں،پھر ان سے استنباط کرتے ہیں، اسی طرح فقہاء کا بھی طریقہ کار ہے کہ وہ بھی اسی منہج کے مطابق عمل کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی کا منہج فقہاء اربعہ سے مختلف نہیں ہے جیسا کہ جمال الدین عطیہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ:

امام شافعی رحمہ اللہ کا منہج حنفیہ کے منہج سے زیادہ قریب ہے،جیسا کہ جمال الدین عطیہ ذکر کرتے ہیں:

لعل اقرب المناهج الی مناهجه مناهج الحنفیة فی الجملة،وان کانت طرق الدراسة تختلف .....،والحنابلة اقرب الی المالکیة من حیث عدد الینابیع التی استقوا منها مادة الفقه.

والحق ان فقهاء المذاهب الاربعة لم یخالفوا الشافعی فی الادلة التی قررها،وهی الکتاب والسنة والاجماع والقیاس ،وهذه الاصول مجمع علیها.(۲۱)

یعنی امید ہے کہ مجموعی طور پر مناہج میں سے امام شافعی کے منہج کے سب سے قریب حنفیہ کا منہج ہے۔اگرچہ تدریس کے طریقے مختلف ہیں۔۔۔۔۔۔،اور حنابلہ کا منہج مالکیہ کے زیادہ قریب ہے ان چشموں کے اعتبار سے کہ جن سے فقہ سیراب ہوتی ہے۔اور حق بات یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء امام شافعی کے ان دلائل میں مخالف نہیں ہیں جو کہ آپ نے مقرر فرمائے،اور وہ کتاب،سنت،اجماع اور قیاس ہیں،یہ وہ اصول ہیں جن پر اجماع ہو چکا ہے۔

علامہ زاہد الکوثری امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی عقائد کے حوالے سے لکھی گئی کتب کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے منہج میں کوئی تباین نہیں ہے جیسا کہ آپ مقدمات میں لکھتے ہیں:

قال ابو المظفر الاسفرائینی الشافعی فی التبصیر: کتاب العالم لابی حنیفة فیه الحجج القاهرة علی اهل الالحاد والبدعة..وکتاب الفقه الاکبر الذی اخبرنابه الثقة بطریق معتمدو اسناد صحیح عن نصیر بن یحییٰ عن ابی حنیفة وماجمعه ابو حنیفة فی الوصیة التی کتبها الی ابی عمرو عثمان البتی، رد فیهاعلی المبتدعین، ومن نظر فیهاو فیما صنفه الشافعی لم یجد بین مذهبیهما تباینا بحال، وکل ماحکی عنهم خلاف ماذکرناه من مذاهبهم فانماهو کذب یرتکبه مبتدع ترویجا لبدعته. (۲۲)

یعنی ابوالمظفر اسفرائینی شافعی "التبصیر" میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی "کتاب العالم" میں ملحدین اور اہل بدعت کے خلاف بہت زبردست دلائل ہیں، اور کتاب "الفقہ الاکبر" جس کی ہمیں ثقہ راوی نے معتمد طریق اور صحیح سند کے ساتھ خبر دی نصیر بن یحییٰ جو کہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح جو امام ابوحنیفہ نے "الوصیۃ" میں جمع کیا ہے، جو کہ آپ نے ابوعمرو عثمان البتی کو لکھا تھا، اس میں مبتدعین پر رد کیا گیا ہے، جس شخص نے ان (تالیفاتِ ابوحنیفہ) میں اور جو امام شافعی نے تصانیف فرمائیں ان میں (تحقیقی) نظر ڈالی، تو وہ دونوں مذاہب (حنفی اور شافعی) میں کوئی تباین نہیں پائے گا۔ اور تمام وہ اختلافات جو ان مذاہب کے حوالے سے بیان کیے جاتے ہیں پس بے شک وہ جھوٹ ہے، جس کا مبتدعین بدعت کو ترویج دینے کی غرض سے ارتکاب کرتے ہیں۔

حنفیہ کی کتب فروع اور اصول سے تطبیقی استدلال کی نظیر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فتوی کے حوالے سے تربیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ کارفرما رہی، یہی وجہ تھی کہ حضرات صحابہ کرام کے فتاوی میں اجتہادی شان جھلکتی ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے معروف فتاویٰ میں سے ان اصولوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے، شراب نوشی کی حد کے بارے حضرت علی کا اجتہاد یہ ہے:

"اذا شرب هذی، واذا هذی افتری، فیجب ان یحد حد القاذف". (۲۳)

"جب کوئی شخص شراب نوشی کرے گا تو ہذیان گوئی کرے گا، اور جب ہذیان گوئی کرے گا تو جھوٹا الزام لگائے گا، تو اس پر قذف کی حد لازم ہوجائے گی۔"

حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت کے بارے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتہادی فیصلہ کیا، جیسا کہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ بدائع الصنائع میں اس کا ذکر کرتے ہیں، تفصیلی بحث کے بعد کہتے ہیں:

"ان آیة وضع الحمل آخرهمانزولا بماروی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه انه قال: من شاء باهلته ان قوله: واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن(۲۴)، نزل

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعدقوله :اربعةاشهر وعشرا (۲۵)،فاما نسخ الاشهربوضع الحمل اذا كان بين نزول الآيتين زمان يصلح للنسخ فينسخ الخاص المتقدم بالعام المتاخر كما هومذهب مشائخنا بالعراق." (۲۶)

یعنی وضع حمل کی آیت ان دونوں آیات(وضع حمل کی عدت اور چار ماہ دس دن کی عدت سے متعلق)میں سے نزول کے اعتبار سے متاخر ہے،جیسا کہ عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے کہا:جوچاہے میں اس سے اس بارے میں مباہلہ کرتا ہوں:**و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن**، والی آیت: **اربعة اشهر وعشرا** ،کے بعدنازل ہوئی،بہرحال مہینوں والی عدت کا وضع حمل کی عدت کے ساتھ نسخ کا اصول یہ ہے کہ جب دوآیتوں کے نزول کے درمیان ایسازمانہ ہوجوکہ نسخ کی صلاحیت رکھتا ہوتو وہ عام جو کہ متاخر ہے اس کے ذریعے وہ خاص جواس عام سے متقدم ہے منسوخ کردیاجاتا ہے،جیسا کہ ہمارے عراق کے مشائخ کا یہی مذہب ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ کی نعمت سے نوازا،حاملہ متوفی عنہازوجہا کی عدت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا،اوراس کی عدت ابعد الاجلین ذکرفرمائی،اس سے اشکال ہوسکتا ہے کہ ایک طرف توحضرت ابن مسعودرضی اللہ عنہ مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہ ہوناچاہیے،اور دوسری طرف حضرت علی کا قول ابن مسعودرضی اللہ عنہ کے قول کے خلاف ہے،اس کی کیا وجہ ہے؟امام ابوبکرجصاص الفصول فی الاصول میں اس اشکال کورفع کرتے ہوئے ذکرکرتے ہیں:

"فانما ذكرالمباهلة بينه وبين من خالفه فى تاريخ السورتين،والصحابة لم تخالفه فى ذلک، وانماخالفه على وابن عباس رضى الله عنهما فى حكمهما،فقالاباستعمال الآيتين،وجعلاعدة المتوفى عنها زوجها اذا كانت حاملا ابعد الاجلين،ورأى عبدالله ان قوله :واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (۲۷)،مخصص لقوله تعالى :اربعةاشهر وعشرا(۲۸) فلم تكن المباهلة المذكورة ههنا فى تاويل الآيتين وانما ذكرهافى تاريخهماولم يخالفه احدهم فى تاريخهما." (۲۹)

"مباہلہ کا ان لوگوں کے ساتھ ذکرکیا کہ جوحضرت عبداللہ بن مسعود سے دونوں سورتوں کی تاریخ میں اختلاف کرتے ہوں،اورصحابہ کرام نے اس بارے میں آپ سے کوئی اختلاف نہیں ہوا،البتہ حضرت علی اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حکم میں اختلاف کیا،ان دونوں نے دونوں سورتوں کی آیتوں کے استعمال کاقول کیاہے،اورمتوفی عنہا زوجہاحاملہ کی عدت ابعد الاجلین بنائی ہے،اورحضرت عبداللہ کی یہ رائے ہوئی کہ ارشادباری تعالیٰ:**و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن**،دوسری آیت باری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تعالیٰ: اربعۃ اشہر وعشرا، کے لیے مخصص ہے، پس یہاں جس مباہلہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ دونوں آیتوں کی تفسیر میں نہیں ہے، بلکہ وہ ان دونوں آیتوں کی تاریخ نزول کے بارے ہے۔''

امام شافعی کے منہج کا حنفیہ کے منہج اصول سے تطبیقی استدلال کے نظائر:

امام شافعیؒ کا منہج اصول حنفیہ کے منہج اصول کے قریب ہونے کے چند نظائر ذیل میں امام شافعی کے اسلوب سے واضح ہوتے ہیں، جیسا کہ امام شافعی الرسالہ میں نصوص کی روشنی میں عموم وخصوص سے متعلق اس طرح استدلال کرتے ہیں:

امام شافعی چونکہ بنیادی طور پر فقیہ ہیں جیسا کہ الرسالہ میں آپ کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث سے احکام ومسائل اور اصولوں کا استنباط کرتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے اصولی مباحث میں جس منہج کا عمومی طور پر اختیار کیا ہے وہ کچھ اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ آپ سب سے پہلے ایک قاعدہ اصولیہ ذکر کرتے ہیں، پھر قرآن وسنت سے اس قضیہ کے بہت زیادہ شواہد لاتے ہیں، پھر اس کا تحلیلی جائزہ لیتے ہیں، اس کے ساتھ ہی قضیہ کلیہ اور شواہد کے مابین مناسبت اور ربط بیان کرتے ہیں، پھر اس سے اس قضیہ یا قاعدہ پر دلیل قائم کرتے ہیں جیسا کہ ذیل کی مثال سے واضح ہوتا ہے، ایک مقام پر باب کے آغاز ہی میں اصول بیان کرتے ہیں:

باب بیان ما نزل من الکتاب عاما یراد بہ العام ویدخلہ الخصوص.(۳۰)

پھر اس اصول کے بعد قرآن سے شواہد لاتے ہیں:

وقال اللہ تبارک وتعالی:﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیلٌ﴾(۳۱) وقال تبارک وتعالی:﴿خلق السموت والارض﴾(۳۲). وقال: ﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾.(۳۳)

ان آیت کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ: **فھذا عام لا خاص فیہ** یعنی یہ عام ہیں ان میں کوئی خاص نہیں ہے۔(۳۴)

اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ قرآنی آیت کی روشنی میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فکل شیء من سماء وارض ذی روح وشجر وغیر ذلک فاللہ خلقہ،وکل دابۃ فعلی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا.(۳۵)

''پس آسمان اور زمین میں ہر روح والی چیز اور درخت وغیرہ اس کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اور ہر چلنے والے کا رزق اللہ کے ذمہ ہے، اور وہی اللہ اس کے ٹھہرنے کی اور لوٹائے جانے کی جگہ جانتا ہے۔''

وقال اللہ: ﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ (۳۶)(۳۷)

اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

"وهذا فى معنى الآية قبلها وانما اريد به من اطاق الجهاد من الرجال، ليس لاحد منهم ان يرغب بنفسه عن نفس النبى، اطاق الجهاد او لم يطقه، ففى هذه الآية الخصوص والعموم." (۳۸)

یہ ماقبل آیت کے معنی میں ہے کہ اس میں وہ لوگ مراد لیے گئے کہ جو جہاد کی طاقت رکھتے ہوں، اوران میں کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ نبی کے ارادے کی مخالفت کرے، خواہ وہ جہاد کی طاقت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، پس اس آیت میں خصوص اور عموم دونوں ہیں۔

وقال: ﴿وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾ وهكذا قول الله: ﴿حَتّٰۤى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ نِ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا﴾ (۳۹)

ان آیت کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:

"وفى هذه الاية دلالة على اَن لم يستطعما كل اهل قرية فهى فى معناهما. وفيها وفى القرية الظالم اهلها خصوص لان كل اهل القرية لم يكن ظالما وقد كان فيهم المسلم ولكنهم كانوا فيها مكثورين،وكانوا فيها اقل.وفى القرآن نظائر لهذا يكتفى بها ان شاء الله منها،وفى السنة له نظائر موضوعة مواضعها." (۴۰)

یعنی اس آیت میں اس پر دلالت ہے کہ ان دونوں نے ہر بستی والے سے کھانا طلب نہیں کیا، تو یہ آیت بھی ان دونوں آیات (سابقہ) کے معنی میں ہے، اس آیت میں اور القریۃ الظالم اہلہا میں خصوص ہے، کیونکہ بستی کا ہر شخص ظالم نہیں تھا، جبکہ ان میں مسلمان بھی تھے، لیکن وہ اس بستی میں غالب تھے، اور وہ (تعداد میں بھی) بہت کم تھے۔ اور قرآن میں اس کے بہت سے نظائر ہیں، ان میں سے انہیں (چند) پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور سنت میں بھی اس کے نظائر ہیں جو کہ اپنے مواضع میں ذکر کیے گئے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کسی بھی اصول کے بارے میں شواہد کافی تعداد میں ذکر کرتے ہیں، تا کہ اصول کی خوب وضاحت ہو جائے، اس کا کوئی پہلو پوشیدہ نہ رہ جائے لیکن اس تفصیل کے باوجود امام شافعی رحمہ اللہ کے اس اسلوب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عبارت زائد یا غیر ضروری نہیں ہے۔

امام شافعی ادلہ اربعہ کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں جیسا کہ آپ کے منہج سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ قاعدہ اصولیہ ذکر کر کے سب سے پہلے اس پر قرآن کریم سے بہت سے دلائل پیش کرتے ہیں، پھر کبھی مشترک طور پر سنت سے بھی اس کے دلائل لے آتے ہیں، اس طرح پھر اس پر بحث کر کے تکمیل کرتے ہیں، جس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قاعدہ اصولیہ اور کتاب وسنت میں باہمی مناسبت ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کے علاوہ سنت کے مباحث میں اس کے ہر مسئلہ پر علمی بحث کرتے ہیں، اس کے ناسخ ومنسوخ پر بھی کلام کرتے ہیں نیز ان میں سے بعض مختلف روایات کہ جن کے ناسخ ومنسوخ کا علم نہیں ہوسکا کہ ان میں سے کون سا ناسخ اور کون سا منسوخ ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں اختلاف کے اسباب کیا ہیں؟ ان پر بھی بحث کرتے ہیں، اسی طرح ان ابحاث کے ضمن میں بعض قواعد اصولیہ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

حد زنا کے بارے امام شافعی کا استدلال:

حد زنا کے بارے الرسالہ (۴۱) سے اس طرح تفصیلات ذکر کرتے ہیں کہ پہلے قرآن کی آیات مبارکہ لاتے ہیں، پھر احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

> ''اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ عورتیں جو تم میں سے بدکاری کی مرتکب ہوں، تو تم اپنے میں سے ان پر چار مرد گواہ بنالو، پھر جب وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دیں، اور تم میں سے دو مرد بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو، پس اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کریں تو ان سے اعراض کرلو۔''

اس آیت کے بارے لکھتے ہیں کہ: اس آیت کی رو سے زانی مرد و عورت کی سزا قید اور تکلیف دینا ہے، حتی کہ سورۃ النور کی آیت نازل ہوگئی اور باندیوں کے بارے میں بھی زنا کی سزا کا حکم نازل ہوگیا تو پھر زانیوں کی قید والی سزا منسوخ ہوگئی اور حد مقرر ہوگئی۔

امام شافعی باندیوں کے بارے نازل ہونے والی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ آیت آزاد اور مملوک کی حد میں فرق بیان کرتی ہے، اور مزید یہ کہ سزا میں تنصیف صرف کوڑوں میں ہوگی، کیونکہ وہ شمار کیے جاسکتے ہیں، رجم میں تنصیف نہیں ہوسکتی کیونکہ رجم کا تعلق تعداد سے نہیں ہوسکتا، مجرم کی موت ایک پتھر سے بھی ہوسکتی ہے، اور ہزار سے بھی ہوسکتی ہے، اور پتھروں کی تعداد معلوم نہیں کی جاسکتی، اس وجہ سے اس میں تنصیف نہیں ہوسکتی، اور نفس کو نصف نہیں کیا جاسکتا کہ اس نصف پر رجم کیا جائے اور بقیہ نصف چھوڑ دیا جائے۔

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ سورۃ النور کی آیت میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ حکم تمام آزاد زانیوں کے لیے ہو، اور بعض پر اس کا حکم نافذ ہو اور بعض پر نہ ہو، تو اس کا استدلال سنت رسول اللہ (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) سے کہتے ہیں کہ سو کوڑے کن کے لیے ہیں۔ (اس پر حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں کہ) ہمیں عبدالوہاب نے خبر دی یونس عبید سے انہوں نے حسن سے انہوں نے عبادہ بن صامت سے روایت کی: بے شک رسول اللہ نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، یقیناً اللہ نے ان عورتوں کے لیے راستہ نکال دیا ہے، کنوارے بدکاروں کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، شادی شدہ بدکاروں کی سزا سو کوڑے اور سنگساری ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کے بعد فرماتے ہیں:

ثم رجم رسول الله ماعزا ولم يجلده وامراة الاسلمى ولم يجلدها،فدلت سنة رسول الله على ان الجلد منسوخ عن الزانيين الثيبين.(۴۲)

قال:ولم يكن بين الاحرار فى الزنافرق الابالاحصان بالنكاح وخلاف الاحصان به. واذ كان قول النبى :قدجعل الله لهن سبيلا،البكر بالبكر جلد مائة وتغريب عام،ففى هذا دلالة على انه اول مانسخ الحبس عن الزانيين،وحدا بعد الحبس وان كل حد حده الزانيين فلايكون الابعد هذا،اذ كان هذا اول حد الزانيين.(۴۳)

اخبرنامالک عن ابن شهاب عن عبيدالله بن عبدالله عن ابى هريرة وزيد بن خالد انهما اخبراه: ان رجلين اختصما الى رسول الله فقال احدهما:يارسول الله اقض بيننا بكتاب الله؟وقال الآخر وهو افقههما: اجل يارسول الله فاقض بيننا بكتاب الله ،وائذن لى فى ان اتكلم ،قال: تكلم،قال ان ابنى كان عسيفا على هذا،فزنى بامراته،فاخبرت ان على ابنى الرجم،فاقتديت منه بمائة شاة وجارية لى،ثم انى سالت اهل العلم فاخبرونى ان على ابنى جلد مائة وتغريب عام،وانماالرجم على امراته؟فقال رسول الله :والذى نفسى بيده لاقضين بينكمابكتاب الله:اما غنمک وجاريتک فردعليک،وجلد ابنه مائة وغربه عاما،امر انيس الاسلمى ان ياتى امراة الآخر،فان اعترفت رجمها،فاعترفت فرجمها. (۴۴)

اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر :ان النبى رجم يهوديين زنيا. قال: فثبت جلد مائة والنفى على البكرين الزانيين والرجم على الثيبين الزانيين.وان كانامن اريدا بالجلد بالجلد فقد نسخ عنهما الجلد مع الرجم ،وان لم يكونا اريدا بالجلد واريد به البكران:فهما مخالفان للثيبين. ورجم الثيبين بعد آية الجلد:بماروى رسول الله عن الله.وهذا اشبه معانيه واولاها به عندنا.والله اعلم.(۴۵)

''امام (شافعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا یہ قول کہ'' قد جعل اللہ لہن سبیلا '' دلالت کرتا ہے کہ اس سے پہلے زانیوں کی یہ سزا ہوتی تھی،اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ''ان مجرموں کو موت آ لے یا ان لیے کوئی دوسرا راستہ بن جائے''۔پھر رسول اللہ نے ماعز کو سنگسار کیا اور کوڑے نہیں لگوائے،اور امراۃ اسلمی کو بھی کوڑے نہیں لگائے،پس سنت رسول اللہ سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ زانیوں پر سے کوڑوں کو منسوخ کر دیا گیا۔

کہا گیا کہ احرار میں نکاح وغیرہ کے ذریعے احصان کی صورت کے سوا زنا کے بارے میں کوئی فرق نہیں۔ نبی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کریم کا قول قد جعل اللہ لہن سبیلا ، البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام اس پر دلالت کرتا ہے کہ سب سے پہلے زانیوں سے قید کو منسوخ کیا گیا، دوسری سزاؤں کا حکم بعد میں دیا گیا، اور انہیں بعد ہی میں نافذ کیا گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ بدکاروں کی سب سے پہلی سزا یہی قید ہے۔

مالک نے ہمیں خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابو ہریرہ اور زید بن خالد سے روایت کی کہ دونوں نے خبر دی کہ دو آدمی رسول اللہ کے پاس اپنا مقدمہ لائے، ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے رسول کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیجیے، دوسرے شخص نے کہا جو کہ زیادہ سمجھدار تھا، اے اللہ کے رسول ٹھہرئے، آپ قرآن کے مطابق فیصلہ فرمائیں، (اس سے پہلے) آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت مرحمت فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ کہو، اس شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا، اس نے اس شخص کی عورت سے زنا کرلیا، پس مجھے یہ بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا آتی ہے، تو میں نے ایک سو بکریاں اور ایک اپنی باندی اس کے فدیہ کے طور پر دی، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہے، اور اس شخص کی عورت پر رجم ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان ضرور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، جہاں تک تیری بکریوں اور باندی کا معاملہ ہے وہ تو تجھے واپس کروادی جائیں گی، آپ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے، اور ایک سال کی جلاوطنی کی۔ اور انیس اسلمی کو حکم دیا کہ وہ اس دوسرے شخص کی عورت کو لائے اگر وہ اعتراف جرم کرلے تو اس کو رجم کردیا جائے پس اس عورت نے اعتراف کرلیا اور اس کو سنگسار کردیا گیا۔

مالک نافع سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زنا کرنے والے یہودیوں کو رجم کیا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ (ان نصوص سے) غیر شادی شدہ زانیوں کے لیے سو کوڑے اور جلاوطنی اور شادی شدہ زانیوں کے لیے سنگساری ثابت ہوئی۔ پس اگر کسی کو کوڑے اور رجم دونوں کی سزا دی جائے تو اس کے لیے کوڑے کی سزا رجم سے منسوخ کردی گئی ہے، اگر وہ دونوں شادی شدہ نہ ہوں بلکہ کنوارے ہوں تو ان کے لیے کوڑوں کی سزا ہے۔ اور شادی شدہ کے رجم کی سزا آیت جلد کے بعد کی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے روایت کیا، یہ معانی زیادہ (فقہ کے) قریب ہیں، اور ہمارے نزدیک بھی یہ معنی راجح ہیں۔ واللہ اعلم۔"

اس بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح فقہاء ائمہ کی فروعات اور نصوص سے اصولوں کا استنباط کرتے ہیں اسی طرح الرسالہ میں بھی نظر آتا ہے، عنوان قائم کرکے اس کے تحت قرآن وسنت سے بہت سی نصوص لاتے ہیں ان کے ناسخ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ومنسوخ کی تعیین کرتے ہیں، پھران کے مشابہ دیگر فروعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اوران سے جو اصول مستنبط ہوتا ہے اس کو واضح کرتے ہیں، اس کے لیے بہت سی مثالیں استشہاد کے لیے لاتے ہیں۔

اختلاف ائمہ کو بھی ذکر کرتے ہیں، ان کے دلائل کا مقارنہ کرتے ہیں، ان کے مستدلات کی توجیہات بیان کرتے ہیں، قاعدہ اصولیہ کی کئی نظائر بھی پیش کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے الرسالہ کے منہج میں منطقی اور عقلی استدلالات سے گریز کیا گیا ہے، لغوی اور منطقی مقدمات سے اجتناب کیا گیا ہے۔

حاصل بحث:

امام شافعی رحمہ اللہ بنیادی طور پر فقیہہ ہیں، آپ کا یہ ذوق آپ کی تالیفات میں بھی جھلکتا ہے، باوجود اس کے کہ آپ بہت بڑے متکلم (علم الکلام کے ماہر) بھی تھے اور آپ نے علم الکلام میں تالیفات بھی فرمائیں، لیکن استنباط احکام میں آپ کا منہج اصول فقیہانہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک استنباط احکام میں دلائل کی ترتیب درج ذیل ہے۔ سب سے پہلے درجہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو رکھتے ہیں، اس کے بعد اجماع کا درجہ ہے۔ پھر اس کے بعد ایسے قول صحابی کا درجہ ہے کہ اس قول کی کسی دوسرے صحابی نے مخالفت نہ کی ہو۔ اس کے بعد اس قول صحابی کا درجہ ہے کہ جس کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف واقع ہوا ہو، پھر اس کے بعد پانچواں درجہ قیاس ہے۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی ادلہ شرعیہ کی بنیاد پر بحث کرتے ہیں جیسا کہ فقہاء کی کتب اصول میں یہی منہج اختیار کی جاتی ہے۔

استنباط احکام میں امام شافعی رحمہ اللہ کے منہج اصول کے بارے یہ بات زیادہ مشہور ہوگئی ہے کہ آپ کا استنباط احکام کا منہج اصول شافعیہ متکلمین کے منہج اصول کی طرح ہے، دوسرے الفاظ میں امام شافعی اور شافعیہ متکلمین کا منہج اصول یکساں ہے، حالانکہ شافعیہ متکلمین کا منہج اصول متکلمانہ ہے اور متکلمین کے منہج واسلوب کے مطابق ہے، جبکہ امام شافعی کی کتب کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعی کا منہج اصول فقہاء کے طرز پر ہے جبکہ شافعیہ متکلمین کا منہج اصول متکلمین کے منہج پر ہے، یعنی امام شافعی کا منہج اصول استنباط احکام فقہاء کے منہج پر معلوم ہوتا ہے متکلمین کے منہج پر معلوم نہیں ہوتا۔ اس پر بہت سے محققین کے اقوال بھی شاہد ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الکوثری،محمد زاھد ، علامه،مقالات الکوثری،وحیدی کتب خانه ،پشاور،ط،س۔ن ،ص ۳۰۲

۲۔ خطیب التبریزی،محمد بن عبداللّٰہ،الشیخ،مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الایمان،باب الاعتصام بالکتاب والسنة، المکتب الاسلامی ،بیروت،طبع دوم، ۱۳۹۹ھ،۱۹۷۹ء، حدیث۱۹۳، ص۶۷۔ ۶۸

۳۔ ابن قیم،محمد بن ابی بکر،ابوعبداللّٰہ(۷۵۱ھ م)،اعلام الموقعین عن رب العالمین،فصل ادلة اخری علی وجوب اتباع اقوال الصحابة،تحقیق:ابوعبیده مشهور بن حسن آل سلمان، دار ابن جوزی،المملکة العربیة السعودیة،طبع اول ۱٤۲۳ھ ، ٥/٤

۴۔ **الکوثری،زاہد،محمد،مولانا،مقدمات الامام الکوثری**،،فقه اهل العراق وحدیثهم،**ایچ۔ایم سعید،کراچی،۱۴۱۵ھ**،ص ۳۱٤۔

۵۔ مقدمات الامام الکوثری،فقه اهل العراق وحدیثهم،ص۳۱٦۔

۶۔ الذهبی،محمد بن احمد،شمس الدین(۷٤۸ھ م)،سیر اعلام النبلاء،تحقیق: محمد نعیم العرقسوسی،موسسة الرسالة،بیروت،طبع اول۱٤۰۲ھ،۱۹۸۲ء،۲٦/۱۰۔

۷۔ حواله بالا،۲۹/۱۰۔۳۳۔

۸۔ حواله بالا۔

۹۔ حواله بالا،۳٤/۱۰۔

۱۰۔ ابن ابی حاتم،ابومحمدعبدالرحمن ،آداب الشافعی ومناقبه، تحقیق:عبدالغنی عبدالخالق،دارالکتب العلمیة،بیروت ، لبنان،طبع اول ۱٤۲٤ھ ، ۲۰۰۳ء ،ص٤٦

۱۱۔ حواله بالا،ص٤۷۔

۱۲۔ حواله بالا،ص٤۸۔

۱۳۔ الرسالة۱۹،ص۳۰۸۔

۱۴۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الامام،الرسالة، **تحقیق:احمد محمد شاکر،دارالکتب العلمیة بیروت،لبنان،ط،س۔ن**،۱۳۹۔

۱۵۔ الشافعی،محمد بن ادریس، الامام،کتاب الام،**دارالوفاء للطباعة والنشر المنصورة،ط اولیٰ۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء**، ۱۹/۱ : ۷٦٤/۸۔

۱۶۔ العونی،حاتم عارف،الشریف،المنهج المقترح لفهم المصطلح، ،**دارالہجرة للنشر والتوزیع،الریاض،طبع اول۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۶ء**،ص۸۷۔

۱۷۔ المزه،عبداللّٰہ بن علی،منهج الامام الشافعی فی اصول الفقه،**جامعہ ام القریٰ،المملکة العربیة السعودیة،۱۴۲۰ھ**، ص ۲٦۷۔

۱۸۔ **عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان،الفکر الاصولی،دارالشروق جدة،طبع اول۱۴۰۳ھ،۱۹۸۳ء**، ٤٤٦۔

۱۹۔ المزه،عبداللّٰہ بن علی،منهج الامام الشافعی فی اصول الفقه، ص۲۲۸۔

۲۰۔ حواله بالا،ص۲٤٥۔

۲۱۔ عطیه،جمال الدین ،التنظیر الفقهی،مکتبة الاسکندریة،طبع اول۱٤۰۷ھ، ۱۹۷٦ء، ص۲٦۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۲۔ الکوثری،محمد زاهد، العلامة،مقدمات:اشارات المرام من عبارات الامام للعلامة كمال الدين احمد البياضی الحنفی،ص١٧٦۔
۲۳۔ السرخسی، محمد بن ابی سهل،شمس الدين ابوبكر،المبسوط،دارالفكر بيروت لبنان،ط اولیٰ ١٤٢١ه،٢٠٠٠ء، ١٢٢/٩۔
۲۴۔ الطلاق ٦٥:٤۔
۲۵۔ البقرة٢:٢٣٤۔
۲۶۔ الكاسانی،ابوبكر بن مسعود،علاؤالدين(م–٥٨٧ه)،بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع،دارالكتب العلمية ، بيروت،لبنان،طبع دوم ١٤٠٦ه، ١٩٨٦ء،١٩٧/٣۔
۲۷۔ الطلاق ٦٥:٤۔
۲۸۔ البقرة٢:٢٣٤۔
۲۹۔ الجصاص،احمد بن علی ،الرازی،الفصول فی الاصول،تحقيق:عجيل جاسم النشمی،وزارةالاوقاف والشؤن الاسلامية، الكويت، طبع دوم ١٤١٤ه،١٩٩٤ء،٦٣/٤۔
۳۰۔ الرسالة ٥٣۔
۳۱۔ الزمر٣٩:١٠٥۔
۳۲۔ ابراهيم١٤:٢٢۔
۳۳۔ هود١١:٦۔
۳۴۔ الشافعی، محمد بن ادريس،الامام،الرسالة، ٥٤۔
۳۵۔ الرسالة، ٥٤۔
۳۶۔ التوبة٩ :١٢٠۔
۳۷۔ الرسالة، ٥٤۔
۳۸۔ الرسالة، ٥٤۔
۳۹۔ الرسالة، ٥٤۔
۴۰۔ الرسالة،٥٥۔
۴۱۔ الرساله، ٢١٠۔
۴۲۔ الرساله، ٢٤٨۔
۴۳۔ الرساله، ٢٤٨۔
۴۴۔ الرساله، ٢٤٩۔٢٥٠۔
۴۵۔ الرساله، ٢٥٠۔٢٥١۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.